ہمدرد شوریٰ پاکستان

مدیر اعلیٰ: قومی صدر ہمدرد شوریٰ پاکستان
محترمہ سعدیہ راشد

دسمبر 2025

جلد............11
شمارہ:2025

موضوع فکر

''پاکستان کی نوجوان آبادی: مواقع، چیلنجز اور قومی قوت میں تبدیل کرنے کے راستے''

............نکاتِ فکر ہمدرد شوریٰ............

اجلاس کراچی	10/دسمبر 2025
اجلاس پشاور	09/دسمبر 2025
اجلاس راولپنڈی/اسلام آباد	09/دسمبر 2025
اجلاس لاہور	17/دسمبر 2025

ترتیب وپیشکش
ایونٹس/ پروگرام/ پبلی کیشنز
ہمدرد فاؤنڈیشن پاکستان، مرکزی دفتر کراچی
16ویں منزل، بحریہ ٹاؤن ٹاور، پی ای سی ایچ ایس بلاک 2،
کراچی پاکستان75400 ٹیلی فون021-38241611

مرتب کردہ:
ڈاکٹر ثناء غوری

رپورٹ
محمد نعمان قیوم پشاور
حیات محمد بھٹی راولپنڈی/اسلام آباد
سید علی بخاری لاہور
ڈاکٹر ثناء غوری کراچی

ہمدرد شوری کے اراکین کی رائے سے ادارے کا متفق ہونا ضروری نہیں۔

ہمدردشوریٰ پاکستان کے اجلاس
دسمبر2025ء
موضوع بحث:''پاکستان کی نوجوان آبادی: مواقع، چیلنجز اور قومی قوت میں تبدیل کرنے کے راستے''

پاکستان ایک ایسے مرحلے سے گزر رہا ہے جہاں ملک کی سب سے بڑی طاقت خود اس کی نوجوان نسل ہے۔یہ وہ طبقہ ہے جو اپنی ذہانت، ہنرمندی، جستجو اور مسلسل آگے بڑھنے کی خواہش کے باعث کسی بھی قومی ترقی کا حقیقی محرک بن سکتا ہے۔نوجوانوں کی تعداد ہمارے لیے ایک غیر معمولی موقع بھی ہے اور ایک بڑا چیلنج بھی، کیوں کہ یہی آبادی مستقبل کی معیشت، سماجی ڈھانچے اور فکری سمت کا تعین کرے گی۔آج کا پاکستانی نوجوان جدید تعلیم، ڈیجیٹل مہارتوں، عالمی رجحانات اور تخلیقی سوچ سے لیس ہے، مگر اسے ایسے ماحول اور مواقع کی ضرورت ہے جہاں اس کی صلاحیتیں نکھر سکیں۔ایک طرف روزگار کی کمی، کمزور تعلیمی معیار، عدمِ استحکام اور ذہنی دباؤ جیسے مسائل ہیں، تو دوسری طرف بے پناہ امکانات اور روشن مستقبل کے دروازے بھی موجود ہیں۔یہی تضاد بتاتا ہے کہ نوجوانوں کی توانائی کو صحیح سمت دینا وقت کی سب سے بڑی ضرورت بن چکا ہے۔اگر اس نسل کو رہنمائی، اعتماد، تربیت اور بہتر مواقع میسر ہوں تو یہی نوجوان پاکستان کی معاشی رفتار کو تیز کر سکتے ہیں، سماجی ہم آہنگی کو مضبوط بنا سکتے ہیں اور ملک کو جدت، علم اور استحکام کی طرف لے جا سکتے ہیں۔ پاکستان کی نوجوان آبادی دراصل ایک ایسی قوت ہے جو درست پالیسی اور بہتر حکمتِ عملی کے ساتھ نہ صرف ملک کا تشخص بدل سکتی ہے، بلکہ آنے والی دہائیوں کے لیے ایک مضبوط بنیاد بھی رکھ سکتی ہے۔

موضوع کی اہمیت کو سمجھتے ہوئے ہمدردشوریٰ پاکستان کی قومی صدر محترمہ سعدیہ راشد صاحبہ نے ہمدردشوریٰ پاکستان کے اجلاس دسمبر 2025ء کے لیے ''پاکستان کی نوجوان آبادی: مواقع، چیلنجز اور قومی قوت میں تبدیل کرنے کے راستے'' کو موضوعِ بحث تجویز کیا۔اس اجلاس کا انعقاد پاکستان کے مختلف شہروں، پشاور، راولپنڈی/اسلام آباد، لاہور اور کراچی میں کیا گیا۔ مجالس کا آغاز تلاوتِ قرآن پاک سے کیا گیا۔محترمہ سعدیہ راشد صاحبہ، قومی صدر ہمدردشوریٰ پاکستان نے اپنے پیغام میں اراکینِ شوریٰ کو غور و فکر کی دعوت دیتے ہوئے اپنے خط میں تحریر فرمایا کہ پاکستان ان خوش نصیب ممالک میں شمار ہوتا ہے جہاں آبادی کا سب سے بڑا حصہ نوجوانوں پر مشتمل ہے۔یہ نوجوان نسل کسی بھی قوم کا حقیقی سرمایہ، مستقبل کی معمار اور ترقی کی ضمانت ہوا کرتی ہے، مگر یہ حقیقت تبھی قوت میں بدلتی ہے جب ریاست، معاشرہ اور ادارے مل کر نوجوانوں کے اندر موجود صلاحیتوں کو روشن راستوں کی طرف لے جانے کی منصوبہ بندی کریں۔بصورتِ دیگر یہی بڑی آبادی بوجھ، بے سمتی اور مایوسی کا سبب بھی بن سکتی ہے۔آج پاکستان کے نوجوان علم، ٹیکنالوجی، تخلیقی صلاحیتوں، جذبے اور بے پناہ توانائی سے مالا مال ہیں، لیکن انھیں ایسے مواقع، رہنمائی اور سازگار ماحول کی ضرورت ہے جو ان کی قابلیت کو نہ صرف نکھار سکے، بلکہ قومی ترقی کا حصہ بھی بنا سکے۔تعلیم کا معیار، روزگار کے مواقع، ہنرمندی، معاشی عدم استحکام، ذہنی دباؤ اور سماجی مسائل یہ سب ایسے چیلنجز ہیں جن کا نوجوان روزانہ سامنا کرتے ہیں۔ان چیلنجز سے نبرد آزما ہونا صرف انفرادی نہیں، بلکہ اجتماعی ذمے داری ہے۔اگر پاکستان اپنے نوجوانوں کی صلاحیتوں کو درست سمت دے دے تو یہ آبادی محض ایک شماریاتی حقیقت نہیں رہے گی، بلکہ معاشی ترقی، سماجی استحکام اور قومی تعمیر کی مضبوط بنیاد بن جائے گی، اسی لیے یہ موضوع ''پاکستان کی نوجوان آبادی: مواقع، چیلنجز اور قومی قوت میں تبدیل کرنے کے راستے'' نہ صرف وقت کی اہم ضرورت ہے، بلکہ ایک ایسا فکری مکالمہ بھی ہے جو پاکستان کے مستقبل کے لیے نئے دروازے کھول سکتا ہے۔میں محترم اراکینِ ہمدردشوریٰ سے ملتمس ہوں کہ وہ اس اجلاس میں شریک ہوں اور اس اہم موضوع پر اپنے خیالات کا اظہار فرمائیں۔

ہمدردشوریٰ (کراچی) اجلاس

ہمدردشوریٰ (کراچی) کا اجلاس صدر ہمدردشوریٰ پاکستان محترمہ سعدیہ راشد کی زیرِ صدارت منعقد کیا گیا۔اجلاس میں محترم جنرل (ر) معین الدین حیدر (اسپیکر)، محترم کرنل (ر) مختار احمد بٹ (ڈپٹی اسپیکر)، محترمہ خالدہ غوث، محترم ابن الحسن رضوری، محترم سید مظفر اعجاز، محترم مبشر میر، محترم بریگیڈیر (ر) طارق خیل، محترم انجینئر پریز صادق، محترم ڈاکٹر عامر تاسین، محترم کموڈر (ر) سدید انور ملک، محترم ڈاکٹر ریاض الحق، محترم حکیم عبدالحنان، محترم عثمان دموہی، محترمہ پروفیسر ڈاکٹر تنویر خالد، محترمہ ہما بیگ، محترم انجینئر انوار الحق صدیقی، پروفیسر سید ڈاکٹر جعفر احمد اور ہمدرد فاؤنڈیشن پاکستان سے سینئر منیجر پروگرامز اینڈ ایونٹس محترمہ ڈاکٹر ثناء غوری صاحبہ نے شرکت

فرمائی۔محترم جعفر احمد نے اپنے کلیدی خطاب میں فرمایا کہ: پاکستان کے مجموعی سماجی منظرنامے پر نظر ڈالیں تو مختلف شعبہ ہائے حیات میں خواہ وہ سیاست ہو یا معیشت یا سماجی تبدیلی، ان سب میں دو متحارب اور متوازی رجحانات غالب نظر آتے ہیں ۔ ایک رجحان خوش آئند امکانات کا ہوتا ہے۔ جب کہ دوسرا مشکلات اور چیلنجز کا۔قومی تعمیرِ نو کے نقطۂ نظر سے حکمتِ عملی کا تقاضہ یہ ہے کہ مشکلات کا حل تلاش کیا جائے چیلنجز کو قبول کرکے تعمیر کی شکلیں دریافت کی جائیں اور یوں خوش آیند امکانات کی طرف سفر طے کیا جائے۔متحارب اور متوازی رجحانات کا یہی عمل دخل پاکستان کی نوجوان نسل کے حوالے سے بھی زیر بحث لایا جاسکتا ہے۔ اس وقت پاکستان کی 24 کروڑ کے قریب آبادی میں 60 فیصد سے زیادہ آبادی 30 سال سے کم عمر کے افراد پر مشتمل ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ پاکستان کو با آسانی نوجوانوں کی قوم قرار دیا جاسکتا ہے۔آبادی کا یہ اتنا بڑا حصہ جہاں ایک طرف ملک کی تعمیر اور اس کی اقتصادی اور سماجی ترقی کا ایک بہت بڑا ذریعہ بن سکتا ہے وہیں دوسری طرف یہی آبادی اگر کسی تعمیری کام میں استعمال نہ ہوسکے تو ایک بہت بڑے سماجی بحران اور تخریب کا وسیلہ بھی بن سکتی ہے۔اس مختصر گفتگو میں سب سے پہلے تو میں اس نوجوان نسل کے حدود اربعہ اور اس کی نوعیت، اہلیت (Potential) اور رجحانات پر گفتگو کروں گا اس کے بعد ہم یہ دیکھیں گے کہ ان کے حوالے سے جو چیلنج درپیش ہے اس کا کس طور مقابلہ کیا جاسکتا ہے اور کیا ہماری حکومت اس طرف متوجہ بھی ہے یا نہیں اور اگر متوجہ ہے تو کیا اتنی ہی متفکر ہے جتنا کہ اس کو ہونا چاہیے۔

30 سال سے کم عمر کے لوگوں میں ایک بڑا حصہ اُس گروپ کا ہے جو 15 سے 24 سال کی عمر پر مشتمل ہے۔یہ وہ لوگ ہیں جو اصولاً میٹرک کرچکے ہونے چاہئیں اور یا تو یہ عملی زندگی میں داخل ہوچکے ہونے چاہئیں یا ان کو عملی زندگی داخل ہونے کی پوزیشن میں ہونا چاہیے۔اس سے کم عمر کے وہ لوگ ہیں جنہیں بچوں میں شمار کیا جائے گا جن کا اسکولوں میں موجود ہونا ضروری ہے، لیکن اس وقت پاکستان میں ڈھائی کروڑ کے قریب ایسے بچے ہیں جو اسکولوں میں جانے کی عمر کو پہنچ چکے ہیں، لیکن وہ اسکولوں میں داخل نہیں ہوسکے۔ یہ اس کے باوجود ہے کہ ہمارا آئین بنیادی حقوق کے باب میں اپنے آرٹیکل 25-A میں یہ کہہ چکا ہے کہ 16 سال سے کم عمر کے بچوں کی تعلیم لازمی اور مفت ہونی چاہیے اور یہ ریاست کی ذمے داری ہے کہ وہ اس کا اہتمام کرے۔ یہ بات بھی قابلِ ذکر ہے کہ آئین کی اس دفعہ کی روشنی میں ملک کی پارلیمان اور صوبائی اسمبلیاں ضروری قانون سازی بھی کرچکی ہیں۔اس سب کے باوجود اتنی بڑی تعداد میں بچوں کا اسکولوں میں نہ ہونا حکومتوں کی خواہ وہ مرکزی حکومت ہو یا صوبائی حکومتیں بہت بڑی ناکامی ہے۔ اس کا ایک پہلو یہ بھی ہے کہ ہمارا پورا نظامِ تعلیم غلط ترجیحات اور غیر معمولی داخلی کمزوریوں (Internal Distortions) کا حامل رہا ہے مثلاً ایک بڑے عرصے سے ہماری حکومتیں اول تو تعلیم کے شعبے میں بہت کم رقم مختص کرتی ہیں، مگر جو رقم مختص کی جاتی ہے اس میں بھی مختلف مدارج کی تعلیم کے درمیان کوئی قابلِ فہم تناسب نظر نہیں آتا۔کم و بیش تمام صوبوں میں یہ رجحان دیکھنے میں آتا ہے کہ یونی ورسٹیوں کی تعداد تیزی سے بڑھ رہی ہے، جب کہ اسکولوں پر انویسٹمنٹ بہت کم ہے اور اسکولوں میں طلباء کا داخلہ بھی محدود ہے۔ آبادی کے ایک بڑے حصے کا اسکولوں تک نہ پہنچ پانا بہت سے مسائل کو جنم دیتا ہے۔

جہاں تک 15 سے 24 سال تک کے اُن بچوں کا مسئلہ ہے اور جن کی تعداد 2023ء کی مردم شماری کی رو سے سامنے آئی ہے ان کو Youth Bulge یا 'جواں سالوں کا ابھار' کا نام دیا گیا ہے اس Youth Bulge کا مطالعہ بجائے خود تحقیق کا ایک اچھا موضوع بن سکتا ہے۔ ورلڈ بینک کے World Development Indicators کی رو سے نوجوان نسل کے اس گروپ کی تعداد مجموعی آبادی کا 20 فیصد ہے۔ یہ فیصد وقتاً فوقتاً بڑھتا اور گھٹتا رہا ہے۔1980ء میں اس کی تعداد 19.2 فیصد تھی۔2000ء میں یہ 19.4 فیصد ہوگئی تھی۔2010ء میں یہ اپنی اب تک کی سب سے بلند شرح 20.9 فیصد تک پہنچ گئی۔2023ء میں اب یہ 20 فیصد پر ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ یہ تعداد پچھلے 12 سے 13 برسوں میں کچھ گری ہے، لیکن اگر اس تعداد کو نسبتاً بڑے کینوس پر دیکھنے کی کوشش کی جائے تو یہ صورت سامنے آتی ہے کہ 2017ء سے 2023ء کے درمیان گویا 6 سال میں نوجوان نسل کے اس حصے کی تعداد میں اوسطاً 1.3 فیصد سالانہ اضافہ ہوا ہے۔ یہ بات بھی ہمارے پیش نظر رہنی چاہیے کہ پاکستان کی مجموعی آبادی میں اضافے کی شرح 2.5 فیصد ہے۔ مذکورہ عمر کے نوجوانوں کے انفرادی اور قومی مفاد کا تقاضہ یہ ہے کہ یہ دو جگہوں پر موجود نظر آئیں، میٹرک کے بعد کی تعلیم کے شعبے میں یا پھر معاشی سرگرمی کے

دائرے میں ۔ان دونوں شعبوں کا منظر نامہ کچھ یوں ہے کہ بڑی تعداد میں یونی ورسٹیوں کے قیام کے باوجود نہ صرف یونی ورسٹیاں اپنا بیشتر کام تحقیق کے شعبے میں یا مفید مطلب پیشوں کے لیے نوجوانوں کی تیاری کی خاطر مختص نہیں کرسکی ہیں۔ چناں چہ یہ متضاد صورتِ حال سامنے آرہی ہے کہ جہاں ایک طرف یونی ورسٹیوں کی تعداد بڑھ رہی ہے وہیں یونی ورسٹیوں میں داخلے کم ہوتے جارہے ہیں۔ کم ازکم کراچی یونی ورسٹی کے حوالے سے میں یہ بات ذاتی مشاہدے اور ذاتی علم کی بنیاد پر کہہ سکتا ہوں کہ گزشتہ چند برسوں میں وہاں داخلوں کی تعداد گھٹی ہے۔ پشاور یونی ورسٹی سے بھی اسی طرح کی اطلاعات مل رہی ہیں کہ وہاں تو چند شعبے بند کرنے کی نوبت آگئی ہے۔ کالجوں کی تعلیم کم وبیش پورے ملک میں انتہائی ناقص ہے جس کا مظہر یہ حقیقت ہے کہ ہر شہر میں بڑی تعداد میں ٹیوشن سینٹرز کام کررہے ہیں اور وہ بچے جو کالجوں کی فیس دے کر وہاں مناسب تعلیم حاصل نہیں کرپاتے وہ ان ٹیوشن سینٹرز کا رخ کرتے ہیں۔ اسکولوں کے بارے میں میں پہلے ہی عرض کرچکا ہوں کہ ان میں اضافے کی شرح واضح طور پر یونی ورسٹیوں میں اضافے کی شرح سے بہت کم ہے۔ معیشت کے شعبے کی بھی صورتِ حال یہ ہے کہ 2018ء سے 2023ء کے درمیان 6 برسوں میں ہماری معیشت میں اضافے کی شرح GDP کے 2.6 فیصد سے زیادہ نہیں رہی۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ معیشت کا پھیلاؤ بہت محدود رہا ہے جس کا نتیجہ یہ ہے کہ بے روزگاروں کی ایک بہت بڑی فصل ملک میں پائی جاتی ہے جس میں نوجوانوں کا ایک بڑا حصہ ہے۔ معروف ماہر معیشت ڈاکٹر حفیظ پاشا صاحب نے اپنی ایک تحقیق میں مذکورہ عمر یعنی 15 سے 24 سال کے نوجوانوں کا ذکر کرتے ہوئے اس گروپ کے ایک حصے کے لیے Idol Youth یعنی 'بے روزگار' اور 'فارغ' نوجوان کی ترکیب استعمال کی ہے۔ میں آبادی کے اس حصے کے لیے 'بے روزگار' کے بجائے 'فارغ' نوجوانوں کی ترکیب کو استعمال کرنا چاہوں گا، انہوں نے ILO اور World Development Indicators کی مدد سے یہ نتیجہ اخذ کیا ہے کہ 2024ء میں اس فارغ Idol Youth کی تعداد 1 کروڑ 51 لاکھ تھی۔ جب کہ نو سال قبل 2015ء میں یہ تعداد 1 کروڑ 24 لاکھ تھی۔ اس کا مطلب ہے کہ 2015ء سے 2024ء کے درمیان اس تعداد میں 2.2 فیصد کا اضافہ سالانہ بنیاد پر ہوا ہے۔ 2023ء کی مردم شماری کے مطابق 16 سے 24 سال تک کی عمر کے نوجوانوں میں وہ نوجوان جو Idol Youth یا فارغ نوجوانوں میں شمار کیے جاسکتے ہیں ان کی تعداد اگر صوبائی سطح پر دیکھی جائے تو پنجاب میں اس کی شرح 33 فیصد، سندھ میں 38 فیصد، بلوچستان میں 41 فیصد اور خیبر پختونخوا میں 43 فیصد ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ دو سب سے پسماندہ صوبوں یعنی بلوچستان اور خیبر پختونخوا میں اس فارغ نئی نسل کی تعداد سب سے زیادہ ہے جو نہ اعلیٰ تعلیمی اداروں میں پہنچ پائی ہے اور نہ ہی معاشی سرگرمی کا حصہ بن سکی ہے۔ یہاں کچھ گزارشات اس گروپ کے بارے میں کرنا چاہوں گا جو جنریشن۔ زی (Gen-Z) کہلاتی ہے۔ یہ وہ لوگ ہیں جو 1998ء سے 2012ء تک کے عرصے میں پیدا ہوئے۔ گویا یہ وہ لوگ ہیں جن کی عمریں 27-13 سال تک ہیں۔ یہ وہ لوگ ہیں جو اسکولوں سے نکلنے والے ہیں یا نکل چکے ہیں اور عملی زندگی میں ان کی شمولیت ہوچکی ہے یا ہوجانی چاہیے۔ Gen-Z اپنے اپنے ملکوں کے سماجی و معاشی حالات کے تناظر میں زیرِ بحث آرہی ہے بعض ملکوں میں جیسے بنگلہ دیش، نیپال، انڈونیشیا اور سری لنکا میں نئی نسل بشمول جنریشن ذی کے احتجاج بھی حالیہ برسوں میں سامنے آئے ہیں جنہوں نے اپنے ملکوں کی حکومتوں کو ہلا کر رکھ دیا ہے اور بعض جگہ تو وہ مکمل شکست و ریخت کو ذریعہ بنے ہیں۔ ابھی پاکستان میں Gen-Z کے حوالے سے کوئی قابلِ ذکر تحقیق نہیں ہوئی ہے تاہم چند عمومی رجحانات جو دیگر ملکوں میں دیکھنے میں آئے وہ پاکستان میں بھی محسوس کیے جا سکتے ہیں۔ Gen-Z کے بارے میں کہا جارہا ہے کہ یہ Age of Outrage، غصے اور نارضگی کی عمر ہے۔ ان سے وابستہ ماہ وسال کو 'غصے اور ناراضگی' کا عہد بھی کہا جاسکتا ہے۔ یہ وہ نسل ہے جس نے ڈیجیٹل دنیا میں آنکھ کھولی ہے۔ ان کا جو کچھ دنیا کے بارے میں علم و مشاہدہ ہے وہ لیپ ٹاپ کی اسکرین سے حاصل ہوتا ہے۔ ان کی شناختیں، ان کا اپنے بارے میں ادراک، ان کی آرزومندی۔ ان سب چیزوں کا تعین ان کی اور لیپ ٹاپ کی اسکرین کے درمیان مکالمے سے ہوتا ہے۔ کمپیوٹر کے باہر کی دنیا خواہ وہ کتنی ہی متعلق کیوں نہ ہو وہ اس کے بارے میں بڑی حد تک ناواقف ہوتے ہیں۔ نتیجہ یہ ہے کہ باہر کے حقائق کے بارے میں اُن کے ردعمل بھی اضطراری انداز کے ہوتے ہیں۔ ان کا ایک نفسیاتی میک اپ ہے جو ماضی کی نسلوں کے لحاظ سے قدرے مختلف ہے۔ نئی نسل Idol Youth نیز Gen-Z کی تعداد اور ان کے کوائف کے پیش نظر یہ بات خلاصہ کلام کے

طور پر کہی جاسکتی ہے کہ اتنی بڑی تعداد میں نوجوانوں کا موجود ہونا قومی تعمیر کے لیے، ادارہ سازی کے لیے صنعت و زراعت کی ترقی کے لیے اور دیگر شعبۂ حیات کی تیز رفتار ترقی کے لیے بڑی کارآمد ہوسکتا ہے، لیکن یہ راستے ان کے لیے محدود ہیں اگر یہ بلکہ مفقود نہ ہوں تب بھی۔ ان کا قومی زندگی میں بے مؤثر ہونا ان کے لیے تو بے روزگاری کا ذریعہ ہے ہی ان کی بے کاری اور بے مصرفی ان کو منفی سرگرمیوں کا حصہ بنا سکتی ہے۔ یہ انتہا پسند تنظیموں کے ہاتھ میں کھیل سکتے ہیں۔ یہ خود بھی اضطراری ردِعمل پیدا کر سکتے ہیں۔ سوال یہ ہے کہ اس بڑے چیلنج کا سامنا کیسے کیا جائے۔ یہاں چند تجاویز پیش کی جاسکتی ہیں۔

۱) بہت ضروری ہے کہ ہم اپنی قومی ترجیحات کو ازسرِنو طے کریں، ہماری جملہ پالیساں People Oriented ہونی چاہئیں جن میں ہم باشندگانِ مملکت کے اقتصادی اور سماجی مفادات کو پیشِ نظر رکھے۔ ہماری پالیسیاں elitist نہ ہوں۔

۲) تعلیم کے شعبے میں عدم مطابقت اور عدم تناسب کو ختم کر کے اسکولوں کی تعلیم پر سب سے زیادہ توجہ دی جانی چاہیے۔

۳) پاکستان میں تعلیم صرف نصابی کتابوں اور لیکچروں پر مشتمل ہوتی ہے ضرورت اس بات کی ہے کہ Skill Based Education کو فوقیت دی جائے، کیوں کہ دنیا میں اب ڈگریوں کی مانگ سے زیادہ ہنر کی مانگ بڑھ رہی ہے۔

۴) پاکستان میں معاشی سرگرمیوں کا دائرہ وسیع کرنے کی ضرورت ہے، کیوں کہ صنعت، زراعت، مینو فیکچرنگ اور آئی ٹی کے شعبوں میں نوجوانوں کی کھپت ہوسکتی ہے۔ بڑی تعداد میں بے روزگار پھرنے والے نوجوان ان صنعتوں کے لیے تیار کیے جائیں تو یہ ان کا اچھا مصرف ہوگا۔

موضوع کا تفصیلی جائزہ اور تبادلۂ خیال کے لیے اسپیکر نے فاضل اراکین شوریٰ کو اظہارِ خیال کی دعوت دی ان کی بحث اور تبادلۂ خیال سے مندرجہ ذیل نکات مرتب ہوئے ہیں۔

☆ نوجوان آبادی کو قومی اثاثہ سمجھتے ہوئے پالیسی سازی میں اسے مرکزی حیثیت دی جائے، تاکہ ہر فیصلہ عوامی اور سماجی مفاد کے مطابق ہو۔

☆اسکول ایجوکیشن کو اولین ترجیح بنا کر آوٹ آف اسکول بچوں کو فوری طور پر تعلیمی نظام میں لایا جائے۔

☆تعلیم میں توازن پیدا کرتے ہوئے اسکول، کالج اور یونی ورسٹی تینوں سطحوں پر مربوط منصوبہ بندی کی جائے۔

☆اسکل بیسڈ ایجوکیشن، ووکیشنل ٹریننگ اور ٹیکنیکل تعلیم کو قومی سطح پر فروغ دیا جائے۔

☆صنعت، زراعت، آئی ٹی اور مینوفیکچرنگ کے شعبوں میں نوجوانوں کے لیے روزگار کے مواقع بڑھائے جائیں۔

☆نوجوانوں کے لیے انٹرن شپ، اپرنٹس شپ اور آن دی جاب ٹریننگ پروگرامز متعارف کرائے جائیں۔

☆تعلیم کو عملی زندگی سے جوڑ کر تحقیق، جدت اور مسئلہ حل کرنے کی صلاحیت کو فروغ دیا جائے۔

☆نوجوانوں کی ذہنی ونفسیاتی تربیت کے لیے مثبت سرگرمیوں، کھیل اور تخلیقی فورمز کو وسعت دی جائے۔

☆ڈیجیٹل صلاحیتوں کو درست سمت میں استعمال کرنے کے لیے میڈیا لٹریسی اور ڈیجیٹل اسکلز سکھائی جائیں۔

☆علاقائی عدم مساوات کم کرنے کے لیے پسماندہ صوبوں میں خصوصی تعلیمی و معاشی پیکجز متعارف کرائے جائیں۔

☆نوجوانوں کو قومی اداروں، سماجی تنظیموں اور رضاکارانہ سرگرمیوں سے جوڑ کر احساسِ ذمے داری پیدا کیا جائے۔

☆روزگار اور تعلیم سے محروم نوجوانوں کے لیے خصوصی بحالی اور رہنمائی پروگرام شروع کیے جائیں۔

☆نوجوانوں کو عملی تربیت اور ہنر سیکھنے کے مواقع فراہم کیے جائیں، تاکہ وہ خود کما سکیں اور ملک کی معیشت میں حصہ ڈال سکیں۔

☆اسکولوں سے باہر رہ جانے والے بچوں اور نوجوانوں کے لیے ٹیکنیکل اور ووکیشنل تربیت کے مراکز قائم کیے جائیں۔

☆حکومت اور نجی شعبے کو مل کر نوجوانوں کی ہنرمندی پر سرمایہ کاری کرنی چاہیے۔

☆بین الاقوامی تجربات کو اپنانا، جیسے جاپان اور جرمنی کے ماڈلز، تاکہ نوجوان عملی تربیت حاصل کر سکیں۔

☆نوجوانوں کے لیے تربیت یافتہ عملہ فراہم کرنا، جیسے الیکٹریشن، مکینک، ہائیڈرولک، اسپیس انجینئرنگ وغیرہ کے شعبے۔

☆روزگار کے مواقع پیدا کرنا، تاکہ تعلیم اور کام کو جوڑا جاسکے اور نوجوان خود کفیل ہوں۔

☆ہنرمندی کی سرٹیفکیشن اور تسلیم شدہ تربیت فراہم کی جائے، تاکہ نوجوان زیادہ ویلیو ایڈ کر سکیں۔

☆نوجوانوں کی برآمداتی صلاحیتوں کو فروغ دینا، جیسے آئی ٹی یا دیگر ماہر شعبوں میں برآمدات بڑھانا۔

☆تعلیم اور تربیت میں جدید وسائل اور ٹیکنالوجی کا استعمال بڑھایا جائے، تاکہ مہارتیں عالمی معیار کی ہوں۔

☆نوجوانوں میں جذبہ، محنت اور قومی شعور پیدا کرنا، تاکہ وہ چیلنجز کا مقابلہ کر سکیں۔

ہمدردشوریٰ (پشاور) اجلاس

ہمدردشوریٰ (پشاور) کے اجلاس میں محترم پروفیسر ڈاکٹر عدنان سرورخان (اسپیکر)،محترم سید مشتاق حسین بخاری (ڈپٹی اسپیکر)،محترم پروفیسر ڈاکٹرفخر الاسلام،محترم ڈاکٹر اقبال خلیل،محترم پروفیسر حامد محمود،محترم قاری شاہد اعظم،محترم ڈاکٹر صادق الرحمٰن، محترم ملک لیاقت علی تبسم،محترمہ غزالہ یوسف،محترمہ نازپروین اور ہمدردفاؤنڈیشن پاکستان (پشاور) سے محترم محمد خالد اور محترم عابد شاہ نے شرکت کی۔

اجلاس میں محترم پروفیسرڈاکٹرعثمان شاہ (گورنمنٹ کالج پشاور) کو بہ طورمہمان مقرر مدعو کیا گیا۔مہمان مقررمحترم پروفیسرڈاکٹرعثمان شاہ نے اپنے کلیدی خطاب میں مذکورہ موضوع پر اظہارِ خیال کرتے ہوئے کہا کہ پاکستان کی نوجوان آبادی ملک کا سب سے بڑا سرمایہ ہے اور یہی طبقہ مستقبل کی قومی قوت میں تبدیل کیا جا سکتا ہے، تاہم اس کے لیے محض مخلصانہ کوشش کافی نہیں، بلکہ مہارت اور پیشہ ورانہ منصوبہ بندی بھی ناگزیر ہے۔ انہوں نے کہا کہ پاکستان میں 15 سے 29 سال کی عمر کے نوجوانوں کی مجموعی تعداد 64 فیصد ہے، جب کہ دنیا کے ترقی یافتہ ممالک میں یہ شرح صرف 10 سے 15 فیصد ہے۔اگرعمر کی حد کو 40 سال تک بڑھادیا جائے تو یہ تعداد 79 فیصد تک پہنچتی ہے۔ اتنی بڑی نوجوان آبادی ایک طرف اہمیت کی حامل ہے تو دوسری طرف بڑا چیلنج بھی ہے، تاہم اس نوجوان قوت کو قومی ترقی میں بدلنے کے لیے مؤثر حکمتِ عملی کے فقدان نے صورتحال کو پیچیدہ بنا دیا ہے۔انہوں نے کہا کہ تعلیم اور ہنر کے میدان میں مسلسل تبدیلیوں کے باوجود پاکستان کی تعلیمی پالیسیوں میں تسلسل، ربط اور جدید تقاضوں سے مطابقت کا فقدان رہا ہے۔نصاب سازی کے عمل میں ماہرینِ تعلیم کو شامل نہ کرنا مسائل کی بنیادی وجہ ہے۔انہوں نے کہا کہ جب طالب علم ایف اے یا ایف ایس سی مکمل کرنے کے بعد بی ایس کے مرحلے میں داخل ہو جاتا ہے تو اس پر ایسے مضامین کا بوجھ ڈال دیا جاتا ہے جو اس کی دلچسپی، مزاج اور مستقبل کے انتخاب سے مطابقت نہیں رکھتے۔تعلیمی اداروں میں ماہرینِ نفسیات کی کمی، معاشرتی بے یقینی، کرپشن، دہشتگردی اور سماجی دباؤ نوجوانوں میں انتشار اور بداعتمادی پیدا کر رہے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ ہم بچوں کو مواقع دے سکتے ہیں بشرطیکہ ان کی کونسلنگ، رہنمائی اور صلاحیتوں کے مطابق انہیں راستہ دکھایا جائے۔آج فری لانسنگ، زراعت، صنعت، آئی ٹی، سوشل میڈیا اور دیگر برآمدی شعبوں میں بے شمار مواقع موجود ہیں،مگر طلبہ کو ان کی جانب درست رہنمائی نہیں دی جاتی۔ انہوں نے کہا کہ ملک میں نوجوانوں میں سب سے بڑا مسئلہ بےروزگاری اور اعتماد کا فقدان ہے۔شاگرد استاد اور اداروں پر اعتماد نہیں کرتے اور قانون کے کمزور نفاذ نے نوجوانوں کو مایوسی کی طرف دھکیل دیا ہے۔اُن کا کہنا تھا کہ 2024ء میں 7 لاکھ 25 ہزار جب کہ 2025ء کی پہلی سہ ماہی میں 3 لاکھ 36 ہزار نوجوان بیرونِ ملک جا چکے ہیں، جس کی بنیادی وجہ ملک کے بارے میں آگاہی کا فقدان اور مستقبل کا غیر واضح تصور ہے۔انہوں نے تجویز پیش کرتے ہوئے کہا کہ تعلیمی اداروں میں قومی شعور، تاریخ اور مقصد کے ساتھ حب الوطنی کو فروغ دینے کی ضرورت ہے۔نوجوانوں کو بتایا جائے کہ پاکستان کیوں بنا اور کس مقصد کے لیے بنا تھا۔ساتھ ہی یہ بھی ضروری ہے کہ تعلیم کو بچوں کی فطری صلاحیتوں اور رجحانات کے مطابق ڈھالا جائے۔انہوں نے حکومت سے مطالبہ کیا کہ صحت اور تعلیم پر قومی سطح پر سرمایہ کاری کی جائے، نصاب سازی میں ماہرین کو شامل کیا جائے اور اداروں کے درمیان مربوط رابطے اور منصوبہ بندی کو یقینی بنایا جائے۔

☆ نوجوان پاکستان کی سب سے بڑی طاقت اور حقیقی سرمایہ ہیں۔آج کے دور میں اسکلز ایجوکیشن کی اہمیت پہلے سے کہیں زیادہ بڑھ چکی ہے۔ جب ہم نوجوانوں کو توجہ دیں گے، انہیں جدید مہارتیں فراہم کریں گے، تو وہ نہ صرف ملک کی ترقی میں بنیادی کردار ادا کریں گے، بلکہ عالمی سطح پر بھی پاکستان کا نام روشن کریں گے۔موجودہ وقت اس بات کا تقاضا کرتا ہے کہ تعلیم کو صرف ڈگری تک محدود نہ رکھا جائے، بلکہ اسے مہارت اور عملی تربیت سے جوڑا جائے۔بی ایس پروگرام کے آغاز نے اس بات کی امید پیدا کی ہے کہ ہر طالب علم اپنی دلچسپی کے مطابق کسی مخصوص شعبے میں مہارت حاصل کر سکے گا۔اس پروگرام کو مزید فروغ دینے اور زیادہ تکنیکی اسکلز ایجوکیشن سے جوڑنے کی ضرورت ہے۔ پاکستان میں انجینئرنگ، کمپیوٹر سائنس اور آئی ٹی کے میدانوں میں بے پناہ گنجائش موجود ہے۔ ہندوستان نے اپنی ترقی میں آئی ٹی سیکٹر کو بڑا ذریعہ بنایا اور عالمی معیشت میں مؤثر مقام حاصل کیا۔اسی طرح چین نے جدید ٹیکنالوجی، بالخصوص دفاعی میدان میں، وہ برتری حاصل کی جس نے دنیا کو حیران کر دیا۔ ہمارے پائلٹس کی صلاحیت اور پیشہ ورانہ مہارت نے پاکستان کا نام دنیا بھر میں روشناس کرایا۔اگر ہم

انجینئرنگ اور ٹیکنالوجی کے شعبوں میں مہارت یافتہ افرادی قوت تیار کریں تو پاکستان میں بھی ایک عظیم علمی و معاشی انقلاب برپا ہوسکتا ہے۔ اُنہوں نے کہا کہ نوجوانوں کا بیرونِ ملک جانا بھی مثبت پہلو رکھتا ہے۔ یہ عمل نہ صرف پاکستان کی نیک نامی کا سبب بنے گا، بلکہ ریونیو جنریشن اور معاشی استحکام میں بھی اہم کردار ادا کرے گا۔ ترقی یافتہ ممالک ایکسپورٹ کی بنیاد پر ترقی کرتے ہیں اور آج ایکسپورٹ بھی جدید ٹیکنالوجی سے جڑی ہوئی ہے۔ پاکستانی نوجوانوں کو ٹیکنالوجی سے آراستہ کرنا ان کے روشن مستقبل کی ضمانت ہے۔ بدقسمتی سے ہمارے نوجوانوں میں اعتماد کی کمی، مایوسی اور بے سمتی کی کیفیت موجود ہے، جو موجودہ حالات کا نتیجہ ہے۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ ہم انہیں راستہ دکھائیں، اعتماد دیں، مواقع فراہم کریں اور ان کی صلاحیتوں پر یقین کریں، کیوں کہ جب قوموں کا مستقبل سنوارا جاتا ہے تو سب سے پہلے ان کے نوجوانوں کو مضبوط بنایا جاتا ہے۔

☆ اگر بچوں کی درست سمت میں تربیت کی جائے تو یہی آنے والے کل کا سرمایہ اور ہمارے مستقبل کے قائد بنیں گے۔ ہماری دعا ہے کہ ہمارے موجودہ رہنما اصلاح کی راہ اختیار کریں تاکہ یہ نئی نسل ان کے بہتر نقشِ قدم پر چل سکے۔

☆ ہمیں اپنی تمام تر توجہ نوجوانوں پر مرکوز کرنی چاہیے، کیوں کہ وہی کسی قوم اور ملک کا اصل مستقبل ہوتے ہیں۔ ہمارا وقت گزر چکا، اب ہماری ذمے داری ہے کہ ہم انہیں تعلیم دیں، تربیت دیں اور دنیا کا سامنا کرنے کے قابل بنائیں۔ ہم نوجوانوں سے بہت سی امیدیں وابستہ رکھتے ہیں، لیکن افسوس کہ ہم خود ہی ان کے راستے محدود کردیتے ہیں۔ ہم اساتذہ کو وہ مقام اور وہ عزت نہیں دیتے جو ان کا حق ہے۔ مسائل سب کو معلوم ہیں، اصل تو یہ ہے کہ ان کا حل تلاش کیا جائے۔ اللہ کرے ہمارے نوجوانوں میں وہ ہمت، وہ علم اور وہ صلاحیت پیدا ہو جائے کہ کل وہ ہمیں سکھانے کے قابل ہوں۔ یہ جدید دور ہے، ہمارا نہیں نوجوانوں کا دور۔ ہماری ذمے داری صرف اتنی ہی نہیں کہ ہم بچوں کو پڑھائیں، بلکہ یہ بھی ہے کہ انہیں زمانے کے مطابق تیار کریں۔

☆ بدقسمتی سے ہمارے نظامِ تعلیم میں دو بنیادی کمیاں ہیں؛ ایک نظام کی اور دوسری تعلیم کی۔ ہم طبقاتی نظامِ تعلیم کے ایسے چنگل میں پھنس چکے ہیں جہاں سرکاری اسکول الگ ہیں، نجی اسکول الگ ہیں اور مدارس کا نظام الگ ہے۔ ہر طبقہ خود کو برتر اور دوسرے کو کمتر سمجھتا ہے۔ تعلیم کے میدان میں تربیت کا کوئی یکساں نصاب، مقصد یا سمت مقرر نہیں۔ صرف ایک تربیت باقاعدگی سے دی جا رہی ہے اور وہ ہے نقل کرنے کی۔ 78 سال گزرنے کے باوجود ہم اپنا تعلیمی رخ متعین نہ کر سکے۔ اتنی بڑی نوجوان آبادی، اگر صحیح سمت نہ پائے، تو ترقی کے بجائے ذلت و رسوائی کا سبب بھی بن سکتی ہے۔ ہمارے پاس وہ رول ماڈلز ہی موجود نہیں جو کردار، دیانت اور وژن کے ذریعے قوم کی رہنمائی کریں۔ سوال یہ ہے کہ ہم کس کو دیکھیں؟ معاشرے کو یا ان نام نہاد رول ماڈلز کو؟ اور سچ تو یہ ہے کہ جب تک ہم دوسروں کی طرف دیکھتے رہیں گے اور خود کوئی قدم نہ اٹھائیں گے، تب تک کوئی تبدیلی ممکن نہیں۔

☆ ہمیں نوجوانوں سے مایوس نہیں ہونا چاہیے۔ آنے والی نوجوان نسل شعور اور بیداری کی طرف بڑھ رہی ہے۔ نوجوانوں کی تربیت میں والدین، اساتذہ، معاشرے، حکومت اور نظامِ تعلیم سب کا اہم کردار ہے۔ جب تک یہ تمام پہلو درست بنیادوں پر استوار نہیں ہوتے، ترقی کا سفر ممکن نہیں۔ والدین اور اساتذہ کی بنیادی ذمہ داری تربیت اور رہنمائی ہے۔ نوجوان نسل کی رہنمائی ہم سب پر فرض بھی ہے اور وقت کی اہم ترین ضرورت بھی۔

☆ ہم بطور قوم ابھی تک قوم نہیں بن سکے، صرف ایک ہجوم کی شکل میں بکھرے ہوئے دکھائی دیتے ہیں۔ صورتحال کا اندازہ یوں لگایا جاسکتا ہے کہ چار سال کی بچی کے صرف نو مہینوں میں پانچ امتحانات لے لیے جاتے ہیں، جو کہ صریح ظلم ہے۔ اس کے برعکس جاپان جیسے ترقی یافتہ ملک میں بچوں سے نو یا دس سال کی عمر تک کوئی باقاعدہ امتحان نہیں لیا جاتا، بلکہ انہیں یہ سکھایا جاتا ہے کہ زندگی کیسے گزارنی ہے۔ وہاں بچوں کو سوشل اسکلز، اخلاقی قدریں اور دوسروں کے ساتھ مل کر چلنے کا طریقہ سکھایا جاتا ہے۔ ادب کردار کی تشکیل کرتا ہے، اسی لیے بیرونِ ممالک میں ادب سائنس اور دیگر شعبوں کے طلبہ کو بھی پڑھایا جاتا ہے۔ افسوس کہ ہمارا پورا نصاب رٹے کے نظام پر چل رہا ہے۔ ہم بچوں میں یہ صلاحیت ہی پیدا نہیں کر پاتے کہ وہ جو سیکھ رہے ہیں، اسے سمجھ کر آگے کیسے مؤثر انداز میں پیش کریں۔

☆ آبادی کے لحاظ سے بھارت اس وقت دنیا میں پہلے اور چین دوسرے نمبر پر ہے۔ دلچسپ بات یہ ہے کہ عالمی آئی ٹی انڈسٹری میں بڑی تعداد میں ماہرین بھارت سے تعلق رکھتے ہیں۔ دنیا میں اب آبادی بوجھ نہیں سمجھی جاتی، بلکہ تربیت اور مہارت سے یہی آبادی قومی طاقت بن سکتی ہے۔ جو نوجوان نسل 2000ء کے بعد پیدا ہوئی، وہ حقیقت میں ہم

سب سے زیادہ باصلاحیت اور ذہین نسل ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ یہ نسل روایتی نظامِ تعلیم کے سہارے نہیں، بلکہ اس کی رکاوٹوں کو توڑ کر اپنے راستے خود بنا رہی ہے۔ رٹے اور بے مقصد امتحانات پر مبنی نظام سے گزر کر بھی یہ نوجوان آگے بڑھنے کا ہنر سیکھ گئے ہیں۔ یہ بچے مسلسل دباؤ اور خوف کے ماحول میں پل رہے ہیں اور یہی صورتحال انہیں زیادہ مضبوط بنا رہی ہے۔ ہم بھی اسی ماحول کی پیداوار ہیں، لیکن آج کی نوجوان نسل اس سے زیادہ آگے سوچ رہی ہے۔ ترقی یافتہ ملکوں میں جا کر ہمارے بچوں کو وہ حقوق اور مواقع ملتے ہیں جن کے وہ حقدار ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ یہ نسل سخت حالات میں پڑھ رہی ہے، جدوجہد کر رہی ہے اور اسی جدوجہد نے انہیں نئی دنیا کا حصہ بنا دیا ہے۔ یہ صرف اسٹوڈنٹس نہیں، بلکہ مستقبل کے سپر ہیومنز ہیں۔

☆ اجلاس کے آخر میں اسپیکر ڈاکٹر عدنان سرور خان صاحب نے محترمہ سعدیہ راشد صاحبہ، خالد صاحب، عابد شاہ صاحب اور تمام منتظمین ہمدرد شوریٰ پشاور کا شکریہ ادا کیا، انہوں نے کہا کہ آپ لوگوں کے ساتھ بہت اچھا وقت گزرا، اس موقع پر انتہائی خوشگوار ماحول میں پرانے اور نئے اسپیکر صاحبان نے ایک دوسرے کو صدر دفتر کی مدت پوری کرنے اور تعیناتی کے خطوط دیتے ہوئے مبارکباد پیش کی۔ ڈاکٹر عدنان سرور خان صاحب نے کہا کہ ڈاکٹر فخر الاسلام صاحب بہت قابل شخص ہیں، ان کا وسیع تجربہ ہے، میں ان کے لیے نیک تمناؤں کا اظہار کرتا ہوں۔

ہمدرد شوریٰ (راولپنڈی/اسلام آباد) اجلاس

ہمدرد شوریٰ (راولپنڈی/اسلام آباد) کے اجلاس میں پروفیسر نیاز عرفان (اسپیکر)، محترم پروفیسر زاہد علی قریشی، محترم حکیم بشیر بھیروی، محترم طارق شاہین، محترمہ سلمیٰ قاصر، محترم پروفیسر ڈاکٹر ریاض احمد، محترم نعیم اکرم قریشی، محترم انجینئر مظفر اقبال، محترم امتیاز حیدر اور ہمدرد فاؤنڈیشن پاکستان (راولپنڈی/اسلام آباد) سے محترم حیات بھٹی اور محترم امان اللہ نیازی نے شرکت کی۔

موضوع کا تفصیلی جائزہ اور تبادلۂ خیال کے بعد مہمان مقرر اور فاضل اراکین شوریٰ کی آراء سے مندرجہ ذیل نکات مرتب کیے گئے۔

☆ حکومت کو چاہیے کہ وہ تعلیم یافتہ اور تربیت یافتہ نوجوانوں کے لیے راہیں فراہم کرے جب کہ نوجوانوں کو بھی چاہیے وہ ملک کے روشن مستقبل کے لیے اپنی ذمے داریوں کو پہچانتے ہوئے تعلیم، معیشت، سماجی ترقی اور قومی یکجہتی میں اپنا کردار ادا کریں۔

☆ نوجوان ہمارا قیمتی سرمایۂ حیات ہیں آج تعلیم تو ہے، مگر تربیت نہیں اللہ نے آپ ﷺ پر قرآن کا نزول فرمایا، تاکہ ہم اخلاقی لحاظ سے تربیت حاصل کرسکیں۔ قرآن وسنت کا دامن ہرگز نہیں چھوڑنا چاہیے دوسری طرف حکومت کی اوّلین ذمے داری ہونی چاہیے کہ وہ نوجوان نسل کو بنیادی سہولیات اور بھرپور مواقع فراہم کرنے کے لیے تمام وسائل بروئے کار لائے اور نوجوان نسل کے لیے تمام جماعتیں مشترکہ حکمتِ عملی تشکیل دیں۔ نوجوان نسل میں اعتماد سازی کے عمل کو پروان چڑھانا ہوگا، تاکہ امن اور برداشت کا جذبہ پیدا ہو سکے۔ نوجوان نسل پاکستان میں پائیدار ترقی کے حصول کے لیے بھی مثالی کردار ادا کرسکتی ہے۔ بشرطیکہ ہم ان کی صلاحیتوں سے استفادہ کرسکیں۔

☆ سال 2023ء کی مردم شماری کے مطابق آبادی کا 64 فی صد حصہ 30 سال سے کم عمر پر مشتمل ہے۔ پاکستان دنیا میں چوتھی بڑی نوجوان آبادی والا ملک ہے۔ اگر نوجوان پڑھا لکھا اور ہنرمند ہوگا تو ملک کی صحیح معنوں میں خدمت کرے گا۔ ریاست کو چاہیے کہ نوجوانوں کے لیے مصنوعی ذہانت اور ڈیجیٹل آن لائن کام کے مواقع فراہم کیے جائیں، تاکہ نوجوان اپنی توانائی اور جذبے کے باعث رضاکارانہ طور پر سول سروسز یا عسکری شعبے میں حصہ لے کر قومی ترقی میں اپنا کردار ادا کرسکیں، کیوں کہ کسی بھی معاشرے کی ترقی کا بنیادی نکتہ نوجوان نسل کی ترقی سے جڑا ہوتا ہے۔ ریاستی وحکومتی سطح پر زیادہ سے زیادہ مواقع اور سازگار ماحول کو یقینی بنا کر ان کی ترقی کو ممکن بنایا جاسکتا ہے۔

☆ کسی بھی ملک کی ترقی کا انحصار نوجوان نسل کی تعلیم وتربیت پر ہوتا ہے، لیکن آج کا نوجوان تعلیم سے کوسوں دور بھاگتا ہے اس دفعہ تقریباً تمام یونی ورسٹیوں میں نوجوانوں کا داخلہ بہت کم ہوا ہے ہمیں اس طرف خصوصی توجہ دینی ہوگی۔ جن طلباء کے پاس ڈگریاں موجود ہیں ان کے پاس مہارت نہیں ہے جس کی وجہ سے دن بہ دن بیروزگاری بڑھتی جارہی ہے۔ پاکستان میں بیروزگاری ہونے کی وجہ سے نوجوانوں میں بیرونِ ممالک میں جانے کا رجحان بڑھتا جارہا ہے۔ ملک میں نئے کارخانے اور فیکٹریاں نہیں لگائی جارہی ہیں جس کی وجہ سے نئے روزگار کے مواقع پیدا نہیں ہورہے۔ معاشی صورتِ حال دگرگوں ہے جس سے نوجوانوں کے اندر مایوسی پیدا ہو رہی ہے آج کا موضوع اس حوالے سے انتہائی اہم ہے جس کی طرف اربابِ اختیار کو توجہ دلانے کی ضرورت ہے۔ پاکستان کے نوجوانوں میں نشے کی لت پہلے پہل

یونی ورسٹی طلباء میں زیادہ تھی اب یہ لعنت کالجوں اور اسکولوں میں بھی سراہیت کرتی جارہی ہے جس کے خطرات بہت بھیانک ہوں گے۔ رہی سہی کسر سوشل میڈیا نے پوری کردی ہے یہ ایک ایسا ہتھیار ہے جس سے پاکستان کی نوجوان نسل اخلاقی طور پر مسلسل گراوٹ کا شکار ہو رہی ہے۔ شہیدِ پاکستان حکیم محمد سعید نے بھی نونہالوں اور نوجوانوں کو ملک کی ترقی کا ضامن قرار دیا تھا۔ ہمارے اہلِ دانش، ریاست اور حکومت کو یہ بات سمجھنی ہو گی کہ جہاں تک ممکن ہوسکے نوجوانوں کے لیے آسانیاں فراہم کریں یہی نوجوان اس ملک کی صحیح معنوں میں خدمت کرسکیں۔

☆ نوجوان کسی بھی ملک کے اصل معمار سمجھے جاتے ہیں۔ آج کا نوجوان صرف روایتی تعلیم تک محدود نہیں رہا، بلکہ وہ ڈیجیٹل دنیا، عالمی رجحانات اور جدید سائنسی ترقی سے بھی جڑا ہوا ہے، لیکن اس کے باوجود پاکستانی نوجوانوں کو کئی سماجی، معاشی اور نفسیاتی مسائل کا سامنا ہے جنہیں حل کیے بغیر ترقی کا خواب ادھورا رہے گا۔ نوجوانوں میں ذہنی دباؤ اور ڈپریشن بڑھ رہا ہے حکومت تعلیمی اداروں میں باقاعدہ کونسلنگ سروسز لازمی قرار دیں۔ اسکولوں میں منشیات کے خطرات پر تعلیمی ورکشاپس لازمی کی جانی چاہیئں۔ ہر نوجوان تک انٹرنیٹ اور ڈیجیٹل آلات کی رسائی یقینی بنائی جائے۔ ریجنل سطح پر آئی سی ٹی پارکس بنائے جائیں جہاں نوجوان فری لانسنگ اور سافٹ ویئر ڈویلپمنٹ کا کام کرسکیں۔ نوجوانوں کے مسائل کا حل صرف بیانات سے ممکن نہیں اس کے لیے مربوط، عملی اور باقاعدہ اقدامات کی ضرورت ہے۔ حکومت پالیسی فریم ورک فراہم کرے۔ تعلیمی ادارے مدد فراہم کریں، نجی شعبہ روزگار پیدا کرے اور سول سوسائٹی نگہبانی اور لاگو کرنے کا کردار ادا کرے۔ جب یہ تمام ادارے شراکت کے ساتھ نوجوانوں کے لیے مخصوص منصوبے نافذ کریں گے تو پاکستان کی نوجوان نسل اپنی پوری صلاحیت کے ساتھ قوم کی ترقی میں کردار ادا کرسکتی ہے۔

☆ ریاست اور اداروں میں نوجوان قیمتی سرمایہ ہیں قائداعظم نے نوجوانون کو ہراول دستے کے طور پر تیار کیا اور نوجوانوں کے لیے ایک الگ فیڈریشن بنائی جہاں ان کی تنظیم سازی کی گئی۔ قائداعظم محمد علی جناح نوجوانوں کو ملک کی ریڑھ کی ہڈی قرار دیتے تھے۔ دورِ رواں میں پاکستان کے نوجوانوں کو کئی قسم کے چیلنجز کا سامنا ہے جن میں سے ایک سب سے بڑا چیلنج ناخواندگی ہے۔ نوجوانوں کی ایک بڑی تعداد فرسودہ نظامِ تعلیم سے عاجز آ کر اور موجودہ مہنگائی کے دور میں وسائل کی کمی کے باعث تعلیم سے دور ہیں۔ جس کی وجہ سے لاکھوں نوجوانوں کو بے روزگاری کا سامنا ہے۔ ترقی ان اقوام کا مقدر بنتی ہے جن کے نوجوانوں میں آگے بڑھنے کی لگن ہوتی ہے۔ اگر نسلِ نو قومی مفادات کو ذاتی مفادات پر ترجیح دیتے ہوئے تعمیرِ ملت کی راہ میں آنے والی ہر رکاوٹ کے سامنے سیسہ پلائی ہوئی دیوار بن جائیں تو یہی نسلِ نو اس ملک کی تقدیر بھی بدل سکتی ہے۔

☆ کسی بھی معاشرے کی ترقی و ترویج میں نوجوانوں کا بڑا کردار ہوتا ہے۔ کسی قوم کے مستقبل کے روشن یا تاریک ہونے کا دارومدار بہت حد تک اس کے نوجوانوں کے رویے اور طرزِ حیات پر ہوتا ہے۔ قائداعظم محمد علی جناح نے جہاں قوم کی بقاء کے لیے اس میں اتحاد، تنظیم اور یقینِ محکم جیسی خوبیوں کا ہونا لازمی قرار دیا ہے تو دوسری جانب اس بات کا بھی یقین دلایا کہ کسی بھی ملک کے قیامِ امن میں جو کردار نوجوان نسل ادا کرسکتی ہے وہ کسی اور کے حصے میں نہیں آ سکتا۔ آج نوجوانوں کی بہت بڑی تعداد بے روز گاری کا شکار ہے۔ اداروں کو چاہیے کہ وہ نوجوانوں کی صلاحیتوں کو بروئے کار لاتے ہوئے اُن سے کام لیں اور انہیں ایک سازگار ماحول فراہم کریں تاکہ ملک کی ترقی میں نوجوان اپنا کردار ادا کرسکیں۔ یہی نوجوان اپنی تخلیقی صلاحیتوں کا استعمال کر کے ملک کی ترقی میں اہم کردار ادا کریں گے۔

☆ کسی بھی قوم و ملک کی کی کامیابی و ناکامی، فتح و شکست، ترقی و تنزّلی اور عروج و زوال میں نوجوانون کا کردار بہت اہم ہوتا ہے۔ ہر انقلاب چاہے سیاسی ہو یا اقتصادی، معاشرتی سطح کا ہو یا ملکی سطح کا غرض سبھی میدانوں میں نوجوانوں کا کردار نہایت ہی اہم اور کلیدی ہوتا ہے۔ اربابِ اختیار کو چاہیے کہ وہ نوجوانوں کے لیے تعلیمی اور تربیتی مواقع فراہم کریں، کیوں کہ ملک کی باگ ڈور انہی نوجوانوں نے سنبھالنی ہے آج ساڑھے تین کروڑ بچے اسکول سے باہر ہیں ان کا ذمے دار کون ہے؟ سرکاری اسکولوں کا فقدان ہے اور پرائیویٹ اسکولوں کی بھر مار ہے۔ انگلش زبان کو زیادہ ترجیح دی جاتی ہے، جب کہ آج کے نوجوان کا اردو بولنا باعث م شرم سمجھا جاتا ہے۔ نوجوانوں کو اپنی سمت درست کرنا ہوگی نپولین نے کہا تھا کہ ''کوئی قوم بھی اس وقت تک ترقی نہیں کرسکتی جب تک اس کے نوجوانوں کے ارادے مضبوط نہ ہوں اور شعوری طور پر بیدار نہ ہوں۔'' تعلیم و تربیت ایک ایسا ہتھیار ہے جس کے ذریعے بے روزگاری، جہالت، ناانصافی، دہشتگردی اور ظلم کا خاتمہ کر کے دنیا کو امن کا گہوارہ بنایا جاسکتا ہے۔ دنیا کی ترقی یافتہ

قومیں اپنے ملک و معاشرے کی ترقی، استحکام اور امن کے قیام کے لیے اپنے نوجوانوں کی تعلیم و تربیت پر خاص توجہ دیتی ہیں اور ان کے مسائل کے حل کے لیے خصوصی اقدامات کرتی ہیں، کیوں کہ اگر نوجوان صحیح راستے سے ہٹ جائے تو معاشرہ عدم استحکام کا شکار ہو جاتا ہے۔ حکومت کو چاہیے کہ نوجوانوں کو صحت مند سرگرمیوں کی طرف راغب کرے ان کے لیے روزگار کے مواقع فراہم کرے، تاکہ ملک میں امن و امان قائم ہو اور وہ دنیا کے باقی ترقی یافتہ ممالک کی طرح آگے بڑھ سکے۔

☆ نوجوان کسی بھی ملک و قوم کا سب سے قیمتی سرمایہ ہوتے ہیں۔ پاکستان کی خوش قسمتی ہے کہ یہاں نوجوانوں کی تعداد زیادہ ہے اور یہی نوجوان ہمارے مستحکم مستقبل کی ضمانت ہیں۔ آج کے چیلنجز: جدید علوم، ٹیکنالوجی، تحقیق، معیارِ تعلیم، روزگار اور عالمی مقابلے ہمیں یہ احساس دلاتے ہیں کہ نوجوانوں کی علمی و فکری تربیت ہماری سب سے بڑی ترجیح ہونی چاہیے۔ اس سلسلے میں شہیدِ پاکستان حکیم محمد سعید نے نوجوانوں کو ہمیشہ مرکزِ توجہ رکھا۔ حکیم صاحب نے فرمایا کہ ''پاکستان کی اصل دولت اس کا نوجوان ہے، اسے علم اور کردار سے مضبوط کریں'' جو قوم کتاب اور تحقیق سے جڑ جائے ترقی اس کا مقدر بن جاتی ہے۔ اگر ان کی صلاحیتوں کو درست سمت میں آگاہی، رہنمائی، تعلیم اور تربیت کے ساتھ استعمال کیا جائے تو پاکستان ترقی یافتہ اقوام کی صف میں شامل ہو سکتا ہے۔ ہمدرد تھنکرز فورم اس مقصد کے لیے قائم ہے کہ نوجوان سوچیں، سمجھیں، تحقیق کریں اور قیادت کی صلاحیتوں کے ساتھ آگے بڑھیں۔ آج کے نوجوان کو تعلیم کے ساتھ ساتھ ٹیکنالوجی، تحقیق، تنقیدی سوچ، اخلاق اور قیادت کی بھی ضرورت ہے۔ اگر ہم نوجوانوں کو بہتر مواقع فراہم کریں تو وہ پاکستان کی ترقی میں ایسا اضافہ کریں گے جو تاریخ میں ہمیشہ یاد رکھا جائے گا۔

آج ہمدرد شوریٰ کے اجلاس میں اسپیکر پروفیسر نیاز عرفان صاحب کی خدمات کو خراجِ تحسین پیش کرنا چاہتا ہوں۔ انہوں نے نوجوانوں میں علمی مکالمہ فکری وسعت اور بامقصد سوچ کو پروان چڑھانے میں قابلِ قدر کردار ادا کیا۔ ان کی رہنمائی نے اس فورم کو مضبوط بنیادیں فراہم کیں۔ آج جب اُن کی ذمے داریوں کا یہ مرحلہ اختتام کو پہنچ رہا ہے تو ہم اُن کی خدمات کو نہ صرف سراہتے ہیں، بلکہ سلام پیش کرتے ہیں۔ آخر میں حکیم محمد سعید کی ایک اور فکر انگیز بات پیش کرنا چاہوں گا: ''پاکستان نے ہمیں دیا ہے۔ اب وقت ہے کہ ہم پاکستان کو واپس دیں۔''

محترم اسپیکر نے ارکان شوریٰ کے نہایت ہی مدلل دلائل سننے کے بعد بحث کو سمیٹتے ہوئے کہا کہ سب سے زیادہ ضروری ہے کہ نوجوان اپنی صلاحیتوں کو پہچانیں اور انہیں مثبت مقاصد کے لیے بروئے کار لائیں۔ قوم کا مستقبل آپ نوجوانوں کے ہاتھ میں ہے اگر نوجوان اپنی ذمے داریوں کو سمجھیں، وقت کی قدر کریں اور حق و باطل میں فرق پیدا کرنے کی صلاحیت پیدا کریں تو ایک مضبوط اور باوقار قوم کی تشکیل ممکن ہو سکتی ہے۔ اگر نوجوان اپنی ذمے داریوں کو نظر انداز کریں گے اور چیلنجز کے حل کی کوشش نہیں کریں گے تو یہی مسائل ان کی توانائیوں کو ضائع کر کے انہیں ناکامی کی طرف لے کر جا سکتے ہیں۔ لہٰذا نوجوانوں کو چاہیے کہ وہ حالات کا ادراک کریں، اپنی صلاحیتوں کا درست استعمال کریں اور دین و دنیا میں توازن رکھتے ہوئے ایک کامیاب اور بامقصد زندگی گزاریں۔

ہمدرد شوریٰ (لاہور) اجلاس

ہمدرد شوریٰ لاہور کے اجلاس میں پروفیسر ڈاکٹر میاں محمد اکرم (اسپیکر)، محترم بریگیڈیئر (ر) حامد سعید اختر، محترم قیوم نظامی، محترم بریگیڈیئر (ر) ریاض احمد طور، محترم ڈاکٹر شفیق جالندھری، محترم پروفیسر نصیر اے چوہدری، محترم کاشف ادیب جاویدانی، محترم ثمر جمیل۔ جب کہ مبصرین میں محترم ڈاکٹر محمد طلحہ شیروانی، محترم ڈاکٹر نبیل احمد نبیل، محترم انوار قمر، محترم سید احمد حسن، محترمہ ڈاکٹر انیلہ سلیم، محترمہ ثمن عروج، محترم رفاقت حسین رفاقت، محترم انجینئر محمد آصف، محترم منصور الحسن، محترم فرید احمد مصطفائی، محترم محمد نصیر الحق ہاشمی، محترم راشد حجازی، محترم پروفیسر ایم اے صدیقی، محترم سید تنویر عباس تابش اور محترم حکیم راحت نسیم نے اور ہمدرد فاؤنڈیشن پاکستان لاہور محترم سید علی بخاری نے شرکت کی۔ بطور مہمان مقرر محترم اختر عباس (ایچ آر پروفیشنل، معروف ٹریز، کیریئر کاؤنسلر، کوچ اور مصنف) کو مدعو کیا گیا۔

پاکستان کی کل آبادی بمطابق 2023ء مردم شماری تقریباً 241 ملین (24 کروڑ) ہے، اس آبادی میں نوجوان آبادی کا حصہ: عمر 15 تا 29 سال: 26 فیصد یعنی تقریباً 62.7 ملین (6 کروڑ 27 لاکھ) افراد ہیں۔ بڑی عمر (30 سال سے کم) افراد تقریباً 60 فیصد سے زائد ہیں۔ یعنی پاکستان ایک بہت جوان ملک ہے۔ اس کا مطلب ہے کہ نصف سے زیادہ آبادی نوجوانوں پر مشتمل ہے، جو قومی پیداوار اور ترقی کے لیے بہت بڑی طاقت بن سکتی ہے۔ بشرط

یہ کہ ہم اسے صحیح طور پر استعمال کریں۔ایک رپورٹ کے مطابق،15 تا24 سال کے نوجوانوں میں سے تقریباً35-34 فیصدوہ ہیں جو نہ پڑھ رہے ہیں، نہ کام کر رہے ہیں۔ یہ ایک خطرناک صورتحال ہے، کیوں کہ ایسی ایک بڑی تعداد بے روزگار نوجوانوں کے ساتھ سماجی بے چینی بڑھ سکتی ہے۔ جرائم میں اضافہ ہوسکتا ہے اور سیاسی وسماجی عدم استحکام کا خطرہ بڑھ سکتا ہے۔ پاکستان میں نوجوانوں کی تعلیم میں بہتری کے باوجود ہمارے پاس اعلیٰ معیار کی تعلیم نہ ہونا،مہارتوں میں کمی،تعلیم اور مارکیٹ کی ضروریات میں خلا جیسے چیلنجز موجود ہیں۔مثال کے طور پر، بہت سے نوجوان ڈگریاں حاصل کرتے ہیں،لیکن ان کے لیے مناسب روزگار کے مواقع موجود نہیں ہوتے۔ جس سے بے روزگاری کا دباؤ بڑھ جاتا ہے۔ پسماندہ علاقوں میں نوجوانوں کو مواقع تک رسائی محدود ہے۔ یہ مسائل سماجی اور اقتصادی ترقی کو متاثر کرتے ہیں۔ پاکستان کا جوان طبقہ صرف تنخواہوں کے محتاج نہ رہے، بلکہ سیاست، فیصلہ سازی اور قومی پروگرامز میں بھی متحرک کردار ادا کرے۔ نوجوان پاکستان کی سب سے بڑی قومی طاقت ہے۔اس میں نہ صرف جذبہ توانائی اور صلاحیت ہے، بلکہ مستقبل بنانے کا عزم بھی موجود ہے۔اگر ہم نوجوانوں کو تعلیم، ہنر، رہنمائی اور مواقع دیں تو وہ نہ صرف پاکستان کو ترقی یافتہ ملک بنا سکتے ہیں، بلکہ دنیا کے سامنے ہماری عزت اور مقام بھی بلند کریں گے۔ یہ کہنا کہ پاکستانی نوجوان صرف مسائل کا شکار ہیں، حقائق کے خلاف ہے۔حقیقت یہ ہے کہ محدود وسائل کے باوجود پاکستانی نوجوانوں نے تعلیم کے میدان میں عالمی سطح پر اپنی صلاحیتوں کا لوہا منوایا ہے۔ ہر سال ہزاروں پاکستانی نوجوان Oxford, Cambridge, MITHarvard, جیسے عالمی اداروں میں داخلہ حاصل کرتے ہیں۔ Mundus, Erasmus FulbrightChevening, جیسی عالمی اسکالرشپس جیتتے ہیں۔ پاکستانی طلبہ نے ریاضی، فزکس، کیمسٹری اور کمپیوٹر سائنس کی بین الاقوامی اولمپیاڈز میں تمغے حاصل کیے۔انجینئرنگ اور میڈیکل کے شعبوں میں ٹاپ پوزیشنز حاصل کیں۔ یہ سب اس بات کا ثبوت ہے کہ صلاحیت کی کمی نہیں مواقع کی کمی ہے۔آج پاکستانی نوجوان صرف نوکری کے متلاشی نہیں، بلکہ ڈیجیٹل معیشت کے معمار بھی بن چکے ہیں۔ پاکستان کے نوجوان فری لانسنگ میں دنیا کے بڑے ممالک میں شمار ہوتے ہیں۔ سافٹ ویئر ڈیولپمنٹ، ویب ڈیزائن، AI، ڈیجیٹل مارکیٹنگ میں بیرونِ ملک کمپنیاں چلا رہے ہیں۔

ہزاروں نوجوان Freelancer, Fiverr, Upwork جیسے پلیٹ فارمز سے ملک میں قیمتی زرِمبادلہ لا رہے ہیں۔کئی نوجوانوں نے اسٹارٹ اپ قائم کیے، جو آج لاکھوں ڈالر کی ڈیلیور کہتے ہیں۔ یہ نوجوان بغیر فیکٹری لگائے برآمدات کر رہے ہیں۔ صرف علم اور ہنر کی بنیاد پر۔ پاکستانی نوجوانوں نے صنعت کے میدان میں بھی نمایاں کردار ادا کیا ہے: ٹیکسٹائل، گارمنٹس، لیدر اور اسپورٹس گڈز میں نوجوان کاروباری افراد نے چھوٹے یونٹس سے عالمی برانڈز تک رسائی حاصل کی۔کئی نوجوان Medium (SMEs& EnterprisesSmall) کے ذریعے روزگار کے مواقع پیدا کر رہے ہیں۔مشینری، آٹومیشن اور کوالٹی کنٹرول میں بین الاقوامی معیار متعارف کرا رہے ہیں۔ یہ نوجوان صرف خود نہیں کما رہے، بلکہ دوسروں کو روزگار بھی دے رہے ہیں۔ بیرون ملک مقیم پاکستانی نوجوان ڈاکٹر، انجینئر، سائنسدان، پروفیسر اور بزنس لیڈرز بن کر پاکستان کا نام روشن کر رہے ہیں۔ Google، NASA، Amazon,Microsoft جیسی کمپنیوں میں پاکستانی نوجوان کلیدی عہدوں پر فائز ہیں۔

اراکین ہمدرد شوریٰ کی جانب سے پیش کردہ تجاویز بمطابق عنوان درج ذیل برائے ملاحظہ پیش ہیں۔

☆نوجوانوں کو جدید تعلیم، ٹیکنالوجی اور ہنر سکھانے سے وہ معاشی ترقی میں براہِ راست حصہ لے سکتے ہیں۔

☆ڈیجیٹل اسکلز (AI، پروگرامنگ، ڈیجیٹل مارکیٹنگ) کے ذریعے نوجوان عالمی مارکیٹ میں خود کو منوا سکتے ہیں۔

☆ٹیکنیکل اور ووکیشنل ٹریننگ نوجوانوں کو ملی ملازمتوں کے لیے تیار کرتی ہے، جو نہ صرف روزگار بڑھائے، بلکہ نئی صنعتوں کو بھی فروغ دے۔

☆عالمی اور مقامی پروگرامز نوجوانوں کو انٹرپرینیور شپ گرین اکنامی اور ڈیجیٹل ہب جیسے مواقع فراہم کر رہے ہیں۔

☆ نوجوانوں کو نوکریوں کے ساتھ ساتھ چھوٹے کاروبار (Entrepreneurship) کے لیے تیار کرنا بھی ضروری ہے۔

☆ نوجوانوں کو کاروبار، زرعی وصنعتی شعبوں میں ملازمت اور بیرون ملک روزگار کے مواقع کی فراہمی۔

☆یہ ضروری ہے کہ نوجوان نہ صرف ملازمتیں حاصل کریں، بلکہ پالیسی سازی اور قیادت میں بھی حصہ لیں۔

☆تعلیم اور اسکل ڈیولپمنٹ پر سرمایہ کاری، حکومت، نجی شعبہ اور NGO مل کر، ڈیجیٹل، ووکیشنل اور

ٹیکنیکل ٹریننگ پروگرامز، تک رسائی اور انٹر پرینیور شپ ایکوسٹم تیار کریں اس سے یہ نوجوانوں کو بازار ملازمت کے لیے مسابقتی بنائے گا۔

☆ گارمنٹس، زراعت ، I T سیکٹر میں نوکریاں، مائیکروفنانس اور بلاسود قرضے جیسی اسکیمیں نوجوانوں کو اپنے کاروبار شروع کرنے میں مدد دیں۔

☆ پاکستان ایک زرعی ملک ہے اور اب نوجوان زراعت کو روایتی پیشہ نہیں، بلکہ جدید صنعت بنا رہے ہیں۔نوجوان زرعی گریجوئیس نے ہائی ویلیو فصلیں، گرین ہاؤس فارمنگ اور جدید آبپاشی نظام متعارف کروائے۔

کئی نوجوان ایگری ٹیک (Agri-Tech) اسٹارٹ اپس کے ذریعے کسانوں کو موبائل ایپس سے موسم، بیج اور قیمتوں کی معلومات دے رہے ہیں۔کچھ نوجوانوں نے نامیاتی (Organic) زراعت کو فروغ دے کر برآمدی منڈیاں حاصل کیں۔ یہ مثالیں بتاتی ہیں کہ اگر زراعت کو ٹیکنالوجی سے جوڑ دیا جائے تو نوجوان خوراک اور معیشت دونوں میں انقلاب لا سکتے ہیں۔

یہ نوجوان ترسیلات زر کے ذریعے ملکی معیشت کو سہارا دے رہے ہیں۔علم، تجربہ اور سرمایہ پاکستان منتقل کرنے کی صلاحیت رکھتے ہیں۔یہ سب پاکستانی تربیت ، ذہانت اور محنت کا ثبوت ہے۔اگر پاکستانی نوجوان محدود وسائل کے باوجود یہ سب کچھ کر سکتے ہیں، تو ذرا سوچیے ۔اگر انہیں معیاری تعلیم ، ہنرمندی کے مواقع ، مالی معاونت اور قومی سطح پر اعتماد مل جائے تو یہ قوم کہاں پہنچ سکتی ہے؟ پاکستان کا نوجوان مسئلہ نہیں حل ہے۔ یہ بوجھ نہیں سرمایہ ہے۔

آیئے! ہم سب مل کر نوجوانوں کی طاقت کو قومی قوت میں بدلیں، تاکہ ہمارا پاکستان ہر میدان میں آگے بڑھ سکے۔

ہمدرد شوریٰ پاکستان کے اجلاس، دسمبر 2025ء موضوع بحث: ''پاکستان کی نوجوان آبادی: مواقع، چیلنجز اور قومی قوت میں تبدیل کرنے کے راستے'' پر تحریری طور پر موصول ہونے والی اراکینِ ہمدرد شوریٰ کی سفارشات اور تجاویز

لیفٹیننٹ جنرل (ر) معین الدین حیدر
اسپیکر ہمدرد شوریٰ، کراچی

پاکستان کے نوجوان وسائل اور صلاحیتوں سے مالا مال ہیں، مگر ان کے سامنے کئی رکاوٹیں بھی موجود ہیں۔ ہماری برآمدات اس بات کی گواہ ہیں کہ نوجوان کس حد تک قابل ہیں: 36 ارب ڈالر کی برآمدات میں سے 4 ارب آئی ٹی شعبے سے وابستہ ہیں اور یہ کام مکمل طور پر نوجوان نسل کر رہی ہے۔ یہ ظاہر کرتا ہے کہ حالات جتنے بھی مشکل کیوں نہ ہوں، ہمارے پاس مواقع کی کمی نہیں۔

تکنیکی تعلیم اور تربیت کے شعبے میں بھی قابل ذکر اقدامات ہو رہے ہیں۔ کراچی کے مختلف ٹیکنیکل اداروں اور دارالعلوم میں نوجوانوں کے لیے ٹریننگ سینٹر قائم کیے گئے، تاکہ وہ عملی مہارتیں حاصل کر سکیں۔ تاہم، مسئلہ یہ ہے کہ حکومتی منصوبہ بندی اور وسائل کی کمی کی وجہ سے بعض اقدامات رکے رہ گئے، جس سے نوجوانوں کے لیے حقیقی مواقع محدود رہ گئے۔

ہمارے نوجوان ذہانت اور قابلیت میں کم نہیں ہیں، لیکن انہیں سیکھنے کے مناسب مواقع میسر نہیں۔اسکول سے باہر رہ جانے والے بچوں اور نوجوانوں کی بڑی تعداد ایسے ہنر سیکھنے کے مواقع سے محروم ہے جو انہیں روزگار کے قابل بنا سکے۔ یہی وجہ ہے کہ روزگار اور تعلیم کے درمیان خلا پیدا ہو رہا ہے۔

اگر ہم تکنیکی تربیت اور ہنرمندی کو ترجیح دیں تو نہ صرف نوجوان خود کما سکیں گے، بلکہ ملکی معیشت بھی مضبوط ہو گی۔ مثال کے طور پر، قومی اور بین الاقوامی اداروں سے حاصل کی جانے والی تربیت جیسے کہ الیکٹریشن، مکینک ، ہائیڈرولک یا اسپیس انجینئرنگ میں تربیت، نوجوانوں کی مہارتوں کو بڑھا سکتی ہے اور ملکی برآمدات میں اضافہ کر سکتی ہے۔

پاکستان میں اسکول سے باہر رہنے والے بچوں، بے روزگار نوجوانوں اور تکنیکی ہنر سیکھنے والے افراد کی تعداد میں اضافہ، ہمارے ملک کے لیے ایک چیلنج ہے۔ اگر ہم ان نوجوان کو اپنی صلاحیتوں کے مطابق تیار کر لیں تو وہ نہ صرف خود کفیل ہوں گے، بلکہ ملکی معیشت کے لیے بھی قیمتی اثاثہ ثابت ہوں گے۔

تجربات اور بین الاقوامی مشاہدات نے یہ دکھایا ہے کہ ٹیکنیکل تربیت اور ہنرمندی پر سرمایہ کاری ملک کی ترقی میں کلیدی کردار ادا کرتی ہے۔ جاپان اور جرمنی جیسے ممالک نے نوجوانوں کو عملی تربیت دی، جس سے وہ اپنی صلاحیتوں کو پوری طرح استعمال کر سکے۔ پاکستان میں بھی اگر ہم اسی ماڈل کو اپنائیں، تو نہ صرف برآمدات بڑھیں گی، بلکہ نوجوانوں کے لیے روزگار کے مواقع بھی پیدا ہوں گے۔

آخر میں یہ کہنا ضروری ہے کہ امید کا دامن کبھی ہاتھ سے نہ چھوڑیں۔ ہمارے نوجوان ہنر، قابلیت اور جذبے کے اعتبار سے کسی سے کم نہیں ہیں۔ اگر انہیں مناسب تربیت، وسائل اور مواقع فراہم کیے جائیں تو وہ پاکستان کو نئی بلندیوں تک لے جا سکتے ہیں۔

ہنرمندی، محنت اور قومی جذبے کو ہم اگر قومی طاقت میں بدلیں، تو ملک کی ترقی کی راہیں روشن ہو جائیں گی۔

پاکستان کے نوجوان ملک کا سب سے بڑا سرمایہ ہیں۔ ان کی تعلیم، تربیت اور ہنرمندی میں سرمایہ کاری ہی وہ راستہ ہے جو چیلنجز کو مواقع میں بدل کر قومی طاقت بنا سکتا ہے۔